سنہ ۱۳۰۹

لقد کان فی قصصهم عبرة لاولی الالباب

[illegible] کہ درین زمانہ [illegible] الزمان [illegible]
[illegible]

نوادر عجیبہ

موسوم بہ

سوانح احمدی

مؤلفہ جناب منشی محمد جعفر صاحب [illegible] تھانیسری [illegible] بتصحیح
جناب مولوی احمد علی صاحب [illegible] دہلوی سلمہ اللہ القوی

در مطبع فاروقی دہلی باہتمام
محمد معظم طبع شد

قیمت فی جلد [illegible] جلد ۱۰۰۰ [illegible]

صاحب کا دل خوش کرنیکے واسطے ایکدوروز آپ اُسپر بیٹھ گئے اسی عرصہ مین ایکروز ایک شخص نے عرض کیا
کہ میرے پاس رضائی نہین ہے اور جاڑے سے مرتا ہون تب آپنے وہی قالین اُسکے حوالہ کردیا ٭
بنارس سے روانہ ہوکر حضرت سید صاحب سلطانپور اور اُسکے مضافات کو جہان لشکر غلام
اعظم والی لکھنؤ کا مقیم تھا تشریف لیگئے اُس لشکر مین ہزارہا مرید آپکے موجود تھے کوئی دو ہفتہ تک وہان
قیام کرکے پھر بریلی اپنے مسکن مبارک کو مراجعت کر گئے ٭

صاحب مخزن لکھتا ہے کہ ایام طفولیت سے آپکی طبیعت اور جبلت مین شوق و ذوق اعلاے کلمۃ اللہ
و انطفاے نائرۂ کفر و بدعت بھرا ہوا تھا اسواسطے ہرگھڑی اور ہر ساعت جہاد اور قتال کفار کا ارادہ کرتے رہتے
تھے اور سرکار انگریزی گو کافر تھی مگر اُسکی مسلمان رعایا کی آزادی اور سرکار انگریزی کی بے روریائی اور بوجہ
موجودگی ان حالات کے ہماری شریعت کے شرائط سرکار انگریزی سے جہاد کرنے کو مانع تھین اسواسطے
آپکو منظور ہوا کہ اقوام سکھ پنجاب پر جو نہایت ظالم اور احکامات شریعت کی حارج اور مانع تھے جہاد کیا
جائے مگر جہاد کا کام ایسا نہین ہے کہ جھٹ پٹ انجام کو پہونچ جائے اور اس سے فارغ ہوکر اپنے گھر کو
لوٹ آئے لہذا آپنے چاہا کہ جہاد کرنے سے پہلے فرض حج کو ادا کرلین اور بعد ادائے اس فرض کے سکھون
سے جہاد شروع کرین - آپنے اپنے دلمین ٹھانکر ارادہ حج کے اطلاعی خطوط بنام ساکنان دہلی و
پھلت و بہار شریف وغیرہ روانہ کردیئے اور مولوی محمد اسمٰعیل شہید اور مولوی عبدالحی صاحب کو بھی اسی کام
کی تیاری کرنے اور اپنے اپنے قبائل لانے کے واسطے دہلی کو بھیجا - جب یہ اطلاع آپکے مریدون اور خلیفون
کو پہونچی تو وہ لوگ اپنے اپنے باغ اور زمین وغیرہ فروخت کرکے دہلی مین آکر مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کے پاس
جمع ہوگئے اور عرائض اپنے شمولیت حج کے لکھکر حضور سید صاحب کے روانہ کین ٭

ان دنون مین کہ آپ تیاری حج کی کررہے تھے ساکنان کانپور و کوڑہ و جہان آباد و لکھنؤ و فتحپور
و دلمؤ کی بہت سی عرضیان بطلب حضرت کے پہونچین - صاحب مخزن لکھتا ہے کہ قبل از روانگی اس سفر
کانپور کے آپنے فرمایا کہ خداوند تعالیٰ نے اس دور و سیر مین بہت سے انعامات و سعادات کا مجھسے وعدہ فرمایا
ہے تو بھی (یعنی صاحب مخزن) اس سفر مین ہمارے ساتھ چل اور یہ اپنے اوپر واجب کرلے کہ بعد ادائے نماز
فجر تا اشراق اور بعد ادائے نماز عصر تا مغرب ہماری مجلس مین حاضر رہکر فائدہ اخروی اٹھایا کر - غرض آپ بریلی
سے روانہ ہوکر دیہات ملحقہ شہر کی کو ہدایت کرتے ہوے ایک ہفتہ کے بعد دریائے گنگا سے پار ہوکر آپ کانپور
پہونچ گئے اور وہان سید محمد یٰسین صاحب کے مکان پر قیام فرمایا - کانپور مین بھی ہزارہا خلقت آپکی بیعت
سے مشرف ہوئی منجملہ بیعت کرنیوالون کے سنڈرو صاحب فرنگی کی عورت تھی جسنے بعد بیعت کرنے کے یہ بات

دو ہی تک قدم رنجہ فرمائیں تو عین بندہ نوازی ہے حضرت نے قبول فرمالیا اور شیخ مظہر علی صاحب اُسیوقت گھوڑے
پر سوار ہو کر براہ خشکی اپنے مکان کو تشریف لیگئے اور حضرت مع قافلہ بسواری کشتی سماوی وغیرہ سے پہونچ گئے
قریب پہر رات گئے شیخ مظہر علی صاحب مع طعام سارے قافلہ کے حاضر ہوئے کھانا اس کثرت سے تھا
کہ سارا قافلہ سیر ہو کر ناشتہ کے واسطے بھی بچ رہا صبح کو قریب تین سو آدمیوں کے بیعت سے مشرف ہوئے
پھر لنگر وہاں سے اُٹھایا گیا جب کشتی سماوی موضع ڈگڈگی کے پہونچی تو شیخ محمد پناہ مع اپنے فرزند شیخ محمد کفاہ
کے کنارہ دریائے گنگا پر کھڑے ہوئے باواز بلند کشتیوں کو اپنی طرف بُلاتے تھے حسب ایماء سید القافلہ
کشتیاں کنارہ پر پہونچیں تو اُسوقت وہ دونو صاحب کشتیوں میں چڑھ آئے اور حضرت سے مصافحہ و معانقہ
کرکے عرض کیا کہ مدت سے خبر تشریف آوری حضور کی سنکر اسباب مہمانی کا تیار کر رکھا ہے اور دور دور
بہت سے آدمی آکر بامید حصول بیعت ہمارے مکان ڈگڈگی میں جمع ہیں اگر دو تین روز یہاں قیام فرمائیں
تو عین بندہ نوازی ہے تب حضرت نے قیام کرنیکا حکم دیا سب اہل قافلہ کشتیوں سے اُتر پڑے شام کو
بہت آدمی آپکی بیعت سے مشرف ہوئے اُس بستی میں بہت سے چبوترے امام حسین کے نام سے بنے ہوئے
تھے حضرت نے معلوم کرکے اُنکے گرا دینے کا حکم دیا اُن لوگوں نے اُسی شب تاریک میں پھاوڑہ اور بیلچے
اپنے گھروں سے لاکر فوراً اُن نشانات شرک کو گرا کر زمین کے ہموار کر دیا۔ اور بہت سے علم اور شدے اور پنجے
وغیرہ اُنکے گھروں میں موجود تھے سب کو توڑ پھوڑ کر اُنکی چاندی بقدر دو سو روپیہ کے تھی حضرت کے حوالہ کرکے
کہا کہ پہلے یہ مال نذر شیطان کا تھا اب آپکے ذریعہ سے اصلی طور پر روح پر فتوح حضرت امام حسین کو پہونچا۔
دوسرے دن قریب شام کے اُس گانو سے رخصت ہو کر کشتیوں پر پہونچے اُسوقت حضرت نے کھانا پکوانے
کا حکم دیا لوگوں نے عرض کیا کہ یہاں سے کنارہ آدھ کوس ہے اور ابر محیط ہو رہا ہے راہ میں کیچڑ پانی اسقدر
ہے کہ راہ چلنا محال ہے اسوقت کھانا پکانے کا بندوبست نہیں ہو سکتا۔ اُس رات سارے قافلے میں مع
عورتوں اور بچوں کے فاقہ کا سامان تھا۔ ہر ایک خاموش اور شاکر و صابر تھا جب نماز عشا کی ہو چکی اُسوقت
دیدبانوں نے عرض کیا کہ فاصلہ دور و دراز سے دو تین مشعلیں اس طرف کو آتی ہوئی نظر آتی ہیں آتے آتے
جب وہ مشعلیں کنارہ کے نزدیک پہونچیں تو دیکھا کہ ایک انگریز گھوڑے پر سوار اور بہت سا کھانا قسم قسم کا بہنگیوں
میں رکھوائے ہوئے چلا آتا ہے۔ اُسنے کشتی کے نزدیک آکر پوچھا کہ پادری صاحب کہاں ہیں۔ جب حضرت نے
کشتی میں سے جواب دیا تو وہ گھوڑے سے اُتر کر اور اپنی ٹوپی سر سے اُتار کر بہت ادب سے حضرت کے سامنے کشتی میں آیا
اور بعد سلام و مزاج پرسی کے عرض کیا کہ تین روز سے میں نے نوکروں کو واسطے لانے خبر تشریف آوری حضور کے اسطرف تعینات
کر رکھے تھے آج انہوں نے مجھکو خبر دی۔ سو یہ ماحضر واسطے حضور اور کل قافلے کے تیار کر کے لایا ہوں

براہِ بندہ نوازی اسکو قبول فرمائیں - حضرت نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ فوراً وہ کھانا اپنے برتنوں میں لیکر قافلے میں تقسیم کردو - قریب دو گھڑی تک وہ انگریز حضور میں حاضر رہا اور پھر رخصت لیکر مع اپنے آدمیوں کے واپس چلا گیا - وہ انگریز ایک نیل کا سوداگر تھا اُسی کنارہ کے قریب اُسکا نیل کا کارخانہ تھا اس تقریب سے وہاں وہ سکونت رکھتا تھا - اور در اصل اس قافلہ کو اللہ نے اس رات بھوکا نہ رہنے دیا اور اپنی قدرت کے ظاہر کرنیکو ایک نصرانی غیر ملک کے آدمی کے ہاں سے کھانا پہونچا دیا - وہاں سے چلکر راجمحل کے گھاٹ پر لنگر ڈالا گیا اُس گھاٹ پر شیخ حسن علی جو ایک مریدان خاص حضرت سے تھے پہلے سے منتظر کھڑے تھے اُنہوں نے تین روز تک سارے قافلے کی دعوت کرکے چوتھے روز آپ بھی مع اہل و عیال خود بارادۂ حج بیت اللہ شمول قافلہ ہوگئے اُسدن ایک زمیندار موضع دھینی کا سارے قافلہ کی دعوت کا سامان لایا پانچویں روز وہاں سے لنگر اُٹھاکر بروا گھاٹ پر شہر الٰہ آباد میں لنگر ڈالا گیا اور سارا قافلہ مع زن و بچہ حسب تجویز شیخ غلام علی صاحب کے راجہ اودت نرائن کی بارہ دری میں جو برلب دریا نہایت فرحت بخش ہے اترا الٰہ آباد میں پندرہ روز تک شیخ غلام علی صاحب نے سارے قافلہ کی دعوت کی شیخ صاحب اکثر اپنے ہی روبرو روزانہ دعوت قافلہ پر خرچ کرکے عمدہ عمدہ کھانے پکوا کر کھلاتے تھے اور کھانا بھی اس کثرت سے آتا تھا کہ صدہا ساکنین الٰہ آباد کے پندرہ روز تک قافلہ کے ساتھ ہی کھاتے رہے - الٰہ آباد تک پہونچنے میں تعداد مردمان قافلہ کی سات سو ہوگئی تھی شیخ غلام علی صاحب نے تیرہ صد خیمے اور ہر ایک حاجی کے واسطے ایک ایک جوڑہ پارچہ احرام اور ہر ایک اہل قافلہ کے واسطے ایک ایک روپیہ نقد اور حضرت کے قرابتداروں کے واسطے دس دس روپیہ نقد اور خود حضرت کے واسطے چار ہزار پانسو روپیہ نقد نذر کئے - یہاں الٰہ آباد میں بھی ہزارہا خلقت آپکی بیعت سے مشرف ہوئی - شاہ اجمل صاحب تکیہ والے مشہور شاگردوں میں سے بہت لوگ آپکے مرید ہوئے - دو تین ہفتے کے بعد الٰہ آباد سے رخصت ہوکر مرزاپور میں لنگر ڈالا گیا وہاں شیخ عبد اللطیف صاحب سوداگر نے ایک ہفتہ تک سارے قافلہ کی مہمانی بڑی دھوم دھام سے کی چار ہزار روپیہ نقد حضرت کو نذر کئے اور خود بھی بارادۂ حج شریک قافلہ ہوگئے - یہاں بھی ہزارہا خلقت آپکی بیعت سے مشرف ہوئی بعد ایک ہفتہ کے مرزاپور سے روانہ ہوکر دو تین روز چنارگڈھ میں قیام رہا اور وہاں سے چلکر داخل شہر بنارس ہوئے - چونکہ اس شہر میں آپکے مرید اور مخلص کثرت سے موجود تھے اور بوجہ شدت بارش کے موسم بھی قابل سفر دریا کے نتھا اسواسطے ایک ماہ تک بنارس میں قیام کیا گیا وہ نو وقت سارے قافلہ کی دعوتیں ہوتی تھیں حیات النساء بیگم اور شاہزادگان خاندان تیموریہ جو پہلے سے آپکے مریدوں میں تھے بڑی تواضع سے پیش آئے نماز عید الضحیٰ بھی اس شہر میں ہوئی اور گوشت قربانی اس کثرت سے جمع ہوا تھا کہ سواے مردمان قافلہ کے صدہا باشندگان بنارس اُسی گوشت کو

الٰہ آباد میں شیخ غلام علی صاحب [illegible] کا بیان

بھی اپنے کلمات ہدایت آمیز سے سرفرازی بخشی۔ حضرت نے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب شہید کو انکے پاس بھیجا اُسدن قریب دس ہزار کے ہجوم اور صاحب لوگ آپکا وعظ سُننے کو جمع ہوے مولوی صاحب کے ساتھ فقط ایکبد رفیق اور حاجی جیون بخش صاحب سوداگر تھے۔ مولانا نے سورۂ مریم کا بیان شروع کیا اور اس زور شور اور فصاحت اور بلاغت سے یہ بیان ہوا کہ دس ہزار سامعین کی روتے روتے ہچکیاں بندھ گئیں بعضے رومال سے آنسوؤن کو پونچھتے پونچھتے رومال تر ہو گئے تھے بعد اختتام وعظ کے انگریزون نے بہت سی اشرفیاں بطور انعام کے آپکو دینی چاہین مگر مولانا نے قبول نہیں فرمائین اور کہا کہ ہم لوگ محض خدا کے واسطے بیان کرتے ہین اور اسکا عوض کسی سے نہیں لیتے ❊

یہ بھی صحیح روایت ہے کہ اثناے قیام کلکتہ مین جب ایک روز مولانا محمد اسمٰعیل شہید وعظ فرما رہے تھے ایک شخص نے مولانا سے یہ فتویٰ پوچھا کہ سرکار انگریزی پر جہاد کرنا درست ہے یا نہیں اُسکے جواب مین مولانا نے فرمایا کہ ایسی بے رو ریا اور غیر متعصب سرکار پر کسی طرح بھی جہاد کرنا درست نہیں ہے اسوقت پنجاب کے سکھون کا ظلم اس حد کو پہونچ گیا ہے کہ اُنپر جہاد کیا جاے ❊

اسوقت قیام کلکتہ کے ایک بڑے مشہور دہریے فاضل عبد الرحیم معروف بہ عبد الرحیم سے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب شہید نے بحث کر کے اُسکو راہ راست پر لانا چاہا تھا کیونکہ یہ عبد الرحیم مولانا شاہ عبد العزیز صاحب کا شاگرد اور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کا ہمسبق تھا۔ اسکی طبیعت روز اول سے نہایت پیچیدہ اور بلا کی تیز تھی ایسکے عجیب اور پیچیدہ سوالون کو سنکر شاہ صاحب فرمایا کرتے کہ اس طالب علم سے مجھکو اندیشہ ہے کہ کہین دہریہ نہو جاے سو موافق اس پیشین گوئی کے بعد تحصیل علم معقول کے یہ شخص دہریہ ہو گیا تھا خدا کا بھی قائل نہ تھا اور یہ کہا کرتا تھا کہ میرے نزدیک قابل تعظیم فقط سورج ہے جس سے بہت نفع عالم تکوین کو پہونچتا ہے اسکو جو کچھ سمجھا ہے اسکے سوا اور کوئی شے قابل عبادت و تعظیم نظر نہیں آتی صبح شام یہ شخص سورج کو سلام کر لیا کرتا تھا ایسا بڑا عالم تھا کہ کلکتہ کے سب عربی کو طفل مکتب کہا کرتا تھا بلکہ ہندوستان بھر مین کسی مولوی کے علم کا قائل تھا مولوی اسمٰعیل کو کہا کرتا تھا کہ وہ ایک اچھا طالب علم اور ذہین آدمی ہے اس گھمنڈ سے سید صاحب کی خدمت مین بھی حاضر نہوا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے بوجہ اُلفت ہم مکتبی اُسکو سمجھانے اور قائل کرنیکا ارادہ کیا تھا مگر افسوس ہے کہ یہ شخص شقی ازلی تھا مولانا صاحب کے اس ارادہ سے واقف ہو کر فوراً کلکتہ سے بھاگ گیا اور جہانتک مجھکو علم ہے اسی عقیدۂ کفر پر مر گیا اور بمقابلہ نوشتہ تقدیر کے وہ علم اور شاہ صاحب کی صحبت اُسکو کچھ کام نہ آئی بلکہ اُسکے علم نے بھی باتباع نوشتہ تقدیر کے اُسپر اُلٹا اثر ظاہر کیا ❊

تین مہینے کامل حضرت کا قیام کلکتہ مین رہا جب تبلیغ احکام الٰہی بہ بخوبی پوری ہو گئی تب یہان سے

لدد کاوش نہ کسی مین نہ ریا و کینہ
نہ حسد دل مین تکبر نہ کبھی تھے اندر

کیا کرون قافلہ سالار کا اُسکے مین بیان
جسکے اوصاف مین تحریر و بیان سے باہر

عادل و عالم و عابد بشر والا ہمت
اشجع و افصح و الحق سخی و نیک نظر

عاقل و فاضل و راحم زکی و عالی طبع
زاہد و متقی و صابر و زیبا منظر

ترک تجرید و توکل مین فرید دوران
حلم اور خلق و دیانت مین وحید اکبر

معدن لطف و حیا مجمع جود و حمیت
مخزن عفت و اُلفت شرف نوع بشر

بحر جود و کرم گلشن عرفان نبی
مشعل راہ طریقت بحقیقت رہبر

صدق مین ثانی اثنین کی مانند قوی
عدل اور جہد مین اسلام کے ثانی عمر

شرم مین حضرت عثمان سا جون بحر حیا
اور صف جنگ مین ہم طرز علی صفدر

طور اور طرز مین سب طینت اصحاب نبی
قاطع راہ شریعت مین ہے مستحکم تر

یعنی کو دیتا ہے شاہ

وعظ مین اُسکے یہ تاثیر کہ پڑہین کلمہ
لات و عزّیٰ و منات اور ہبل بھی فرفر

سید صفدر و عالی نسب زینت دین
زیب اسلام و امام حق و عاجز پرور

سید احمد و عالی حسب و فخر زمان
رہبر راہ شریعت خلف پیغمبر

ہوتا معصوم اگر بعد نبی کے کوئی
ہوتی اس عصر مین عصمت بھی اُسیکے اندر

سینۂ صاف سے اُسکے ہے مجلّیٰ آئینہ
نور ایمان سے ہے قلب مصفّا گوہر

حق مین گمراہون کے تاثیر جو کچھ ہے اُسکی
جوشش خون مین کرے کام نہ ایسا نشتر

ہو جو صحبت سے تیری تخلیہ تحلیہ
لاکھون سے بھی باطن مین نہو اتنا اثر

اسم اعظم کو جو پڑہ کر ہے وہ کوئی دم
ہون طلا تختے مین کہسار کے سارے پتھر

خار کو ہاتھ لگا دے تو وہ ہو گلدستہ
رشک الماس ہو گر ہاتھ مین لیلے کنکر

رنگ مین گو کہ ہے سرخ بسان یاقوت
سرد ہو برف کی طرح ہاتھ مین اُسکے اخگر

اُسکی نظرون سے گرے خشک تو ہو پشک کرم
کوئلہ ہاتھ مین اُسکے ہو مثال عنبر

ناخدا ہوئے حقیقت کا یہ ہے کشتیبان
بحر ذخار طریقت کا حقیقی رہبر

علم کو اُسکے نگر علم لدنّی کہیئے
جو کہ آتا ہے اُسے ہے وہ کسے مستحضر

آب پاشی سے تیری قوت بازو کے بزور
پھر کے سرسبز ہوا خشک شریعت کا شجر

فیض سے تیرے نمازی ہوئی خلقت یہانتک
پڑہے بیمار بھی ہر زبان مین سورہ کوثر

یعنی صدیق اکبر رض

وطن میں پہونچکر کچھ عرصہ تک تو مرمت مکانات میں جو آپکی ایام غیر حاضری میں ٹوٹ پھوٹ گئے تھے آپ مصروف رہے اُس سے فارغ ہوکر سفرِ جہاد کی تیاری کرنے لگے اور مولانا محمد اسمٰعیل شہید اور مولوی عبدالحی صاحب وغیرہ علماء کو واسطے بیان کرنے مضامین ترغیب ہجرت اور جہاد کے اطراف ہندوستان میں روانہ کردیا گیا اسوقت سید صاحب کے مکان پر بجائے مراقبہ اور مشاہدہ اور توجہ دہی کے فضیلت ہجرت اور جہاد کا بیان اور تلوار و بندوق کی صفائی اور قواعد و چاندماری اور گھوڑ دوڑ ہوا کرتی تھی اب بجائے صوفی و درویش ہر شخص سپاہی بنگیا تسبیح کی عوض ہاتھ میں تلوار اور فراخ جُبّہ کی جگہ چُست ارخالق اور ہتھیار سربند لباس ہوگیا جن لوگوں نے آپکے تابعین کو پہلے بصورت درویشانہ اور اب بلباس و وضع سپاہیانہ دیکھا تو اُنکو سخت حیرت تھی۔ ان دنوں میں جو کوئی تحفہ تحائف آپکے لیئے لیکر آتا تو اکثر ہتھیار یا گھوڑے ہوتے تھے۔ انہی دنوں میں شیخ فرزند علی صاحب غازی پور زمنیا سے دو نہایت عمدہ گھوڑے اور بہت سے وردی کے کپڑے اور بیالیس جلد قرآن مجید تحفۃً لیکر آئے۔ اور سب سے عجیب تحفہ جو شیخ صاحب موصوف لیکر آئے وہ احمد نام اُنکا ایک نوجوان بیٹا تھا جسکو انہوں نے مثل حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے راہ خدا میں نذر کرکے سید صاحب کے حوالہ کردیا اور عرض کیا کہ اسکو اپنے ساتھ جہاد میں لیجائے اور تیغ کفار سے اسکی قربانی کرائیے۔ اسوقت ہر شہر و قصبہ و گانو واقعہ برٹش انڈیا (یعنی انگریزی عملداری واقع ہند) میں علانیہ سکھوں پر جہاد کرنیکا وعظ ہوتا تھا۔ مگر براہ دور اندیشی معرفت شیخ غلام علی صاحب رئیس اعظم الہ آباد کے نواب لفٹنٹ گورنر بہادر اضلاع شمالی و مغربی کو بھی اس تیاری جہاد سکھوں کی اطلاع دی گئی تھی جسکے جواب میں صاحب ممدوح نے یہ تحریر فرمایا کہ جب تک انگریزی عملداری میں کسی فتنہ و فساد کا اندیشہ نہو ہم ایسی تیاری کے مانع نہیں اسکے بعد جب سید صاحب ملک یاغستان میں پہونچکر سکھوں سے جہاد میں مصروف تھے اسوقت ایک ہنڈی سات ہزار روپیہ کی جو بذریعہ ساہوکاران دہلی مرسلہ مولوی محمد اسحٰق صاحب بنام سید صاحب روانہ ہوئی تھی ملک پنجاب میں وصول نہ ہونے پر اُس سات ہزار روپیہ کی واپسی کا دعوٰی عدالت دیوانی میں دائر ہوکر ڈگری ہوا اور پھر ہنگام اپیل عدالت عالیہ دیوانی (ہائی کورٹ) آگرہ میں بھی حکم ڈگری بحق مدعی بحال رہا +

مولوی مرتضٰی خانصاحب لکھتے ہیں کہ جب سید صاحب حج کو تشریف لیگئے تو آنکی غیبت میں مراقبہ وحدانیت میں مجھکو بہت خلجان ہوا کرتا تھا اتحاد کی نوبت پہنچنے والی تھی اور سب سے زیادہ مشکل یہ تھی کہ اُسکے ترک کرنیکا بھی مجھے اختیار نہ رہا تھا۔ رامپور وغیرہ کے سب صوفیوں اور درویشوں سے اُس خلجان کا علاج پوچھتا پھرتا تھا کسی سے اُس درد کی دوا نہ بن آئی۔ ایک باکمال درویش نے مجھ سے یہ کہا کہ خانصاحب

اپنے بھائی سے معانقہ کرتا ہے) اس حدیث کا کیا مطلب ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ حدیث متشابہات سے ہے
اور وجہہ قرآن و حدیث میں آیا ہے ویسے ہی یہ بھی ہے۔ اور دوسری بات انہیں یہ ہے کہ کعبہ عوام کے
واسطے ثواب کی جگہ ہے جیسا کہ فرمایا ہے مثابۃ للناس (یعنی ثواب کی جگہ واسطے لوگوں کے)
اور طواف کرنے سے گناہ دور ہوتے ہیں اور ثواب حاصل ہوتا ہے۔ اور خواص کو ایک نسبت خاص ہے
جو عوام کو نصیب نہیں۔ پس اس نسبت کو اسطرح پر سمجھنا چاہئے کہ جب مرید مرشد کے روبرو بیٹھتا ہے اور مرشد
کے انوار اور برکات حسب استعداد مرید کے مرید پر اثر کرتے ہیں تو مرید کا باطن انوار سے مالامال ہو کر ذوق شوق
بیقرار ہو جاتا ہے پس مرید بیساختہ چاہتا ہے کہ مرشد پر فدا ہو جائے اور قدم چومے مرشد اسکا شوق و ذوق دیکھکر
اپنا ہاتھ بڑھا دیتا ہے تاکہ وہ بیقرار دست بوسی کرکے اپنی تسکین کرلے۔ اسی طرح پر ارباب نسبت جب طواف
میں مشغول ہوتے ہیں تو انکا باطن شوق و ذوق سے نہایت بیقرار ہو جاتا ہے وہ لوگ اسوقت حجر اسود کا
بوسہ لیکر اپنی تسکین کر لیتے ہیں۔

یہ بھی ایک صحیح روایت ہے کہ جب آپ سکھوں سے جہاد کرنیکو تشریف لیجاتے تھے کسی شخص نے آپ سے پوچھا
کہ آپ اتنی دور سکھوں پر جہاد کرنیکو کیوں جاتے ہو انگریز جو اس ملک پر حاکم ہیں اور دین اسلام سے کیا منکر نہیں
ہیں گھر کے گھر میں اپنے جہاد کرکے ملک ہندوستان لے لو یہاں لاکھوں آدمی آپکا شریک اور مددگار
ہو جاویگا کیونکہ سینکڑوں کوس سفر کرکے سکھوں کے ملک سے پار ہو کر افغانستان میں جانا اور وہاں
برسوں رہکر سکھوں سے لڑنا یہ ایک ایسا امر محال ہے جسکو ہم لوگ نہیں کر سکتے۔ سید صاحب نے جواب دیا
کہ کسیکا ملک چھین کر ہم بادشاہت کرنا نہیں چاہتے نہ انگریزوں کا نہ سکھوں کا ملک لینا ہمارا مقصد ہے بلکہ
سکھوں سے جہاد کرنیکی صرف یہی وجہ ہے کہ وہ ہمارے برادران اسلام پر ظلم کرتے اور اذان وغیرہ فرائض
مذہبی ادا کرنیکے مزاحم ہوتے ہیں۔ اگر سکھ اب یا ہمارے غلبہ کے بعد ان حرکات مستوجب جہاد سے باز
آجاوینگے تو ہمکو انسے لڑنے کی ضرورت نہ رہیگی۔ اور سرکار انگریزی گو منکر اسلام ہے مگر مسلمانوں پر کچھ ظلم اور
تعدی نہیں کرتی اور نہ انکو کسی فرض مذہبی اور عبادت لازمی سے روکتی ہے ہم انکے ملک میں علانیہ وعظ
کہتے اور ترویج مذہب کرتے ہیں وہ کبھی مانع اور مزاحم نہیں ہوتی بلکہ اگر ہم پر کوئی زیادتی کرتا ہے تو اسکو
سزا دینے کو تیار ہیں ہمارا اصل کام اشاعت توحید الٰہی و احیاء سنن سید المرسلین ہے سو ہم بلا روک ٹوک
اس ملک میں کرتے ہیں پھر ہم سرکار انگریزی پر کس سبب سے جہاد کریں اور خلاف اصول مذہب طرفین کا خون
بلا سبب گراویں۔ یہ جواب باصواب سنکر سائل خاموش ہو گیا اور اصلی غرض جہاد کی سمجھ لی۔

صاحب مقالات طریقت لکھتے ہیں کہ جن ایام میں آپ ٹونک میں تشریف رکھتے تھے ایک روز

خیال کرے کہ حق تبارک و تعالیٰ اُسکو جانتا اور دیکھتا ہے اور اپنے تئیں خلوت اور جلوت بلکہ سارے حالتوں
میں تنہا نہ جانے اور اُسکا خیال ایسا ہو جائے کہ گویا اُسکے ہمراہ ہر وقت ایک ایسا شخص موجود ہے جو علاقہ پدری
و علاقہ تربیت اور ولایت اور علاقہ سلطانی و آقائی و آبائی و استادی و پیری وغیرہ علاقہ محبت اُسکے ساتھ رکھتا ہو
اور بعض حُبِ جودی پر اکتفا نکرے بلکہ یہ بھی ذہن نشین کرے کہ وہ شخص دیکھکر اور سنکر اطاعت مطیع کی اور
اخلاص مخلص کا قبول فرماتا ہے اور اُنپر تحسین و آفرین کرتا ہے اور قرب و وجاہت دنیا میں اور ثواب
جزیل عقبیٰ میں عطا فرماتا ہے اور گناہ گناہگار کے دیکھکر اُسپر لعنت اور نفرین کرتا ہے اور ذلت و خواری دنیا
میں اور عذاب شدید عقبیٰ میں کرتا ہے اور نکتہ گیری اور نکتہ نوازی اُسکی شان ہے اور اُنہیں معانی کا قدر اُسپر غالب آجائے
کہ حال اُسکا مانند اُس شخص کے ہو جائے کہ جسکو کسی نے پکڑ کر دریائے ذخار کے اوپر لٹکا رکھا ہے۔ پس جب وہ
شخص دریا کو دیکھتا ہے تو معلوم کرتا ہے کہ میں گرا اور غرق ہوا اور جب آسمان کو دیکھتا ہے تو وہاں تک اپنا
پہنچنا محال نظر آتا ہے پس ثبات اور حیات اپنی سوا اُس شخص کے کہ جسنے اُسکو لٹکا رکھا ہے کسیکے ہاتھ میں
نہیں دیکھتا ہے پس تہ دل سے جانتا ہے کہ جب تک وہ میرا ہاتھ پکڑے ہوئے ہے امواج بحر ذخار اور گرداب قہار
مجھکو کچھ ضرر نہیں پہنچا سکتی اور جب اُسنے میرا ہاتھ چھوڑا تو ہر ایک چیونٹی اور مکھی اور ایک چھوٹی سی چڑیا
اور ایک ادنیٰ سا مچھر کا میری ہلاکت کیلئے کافی ہے۔ اسیواسطے بزرگان اس طریق نے سلاطین جبابرہ سے
باوجود قلت اپنے مددگاروں کے کُھلم کُھلا مقابلہ کیا ہے چنانچہ حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کا مقابلہ
فرعون جیسے زبردست بادشاہ سے مشہور ہے اور اس جزو زمان میں جب مقدمہ خادمان سید صاحب
عدالت انبالہ وغیرہ میں پیش ہوا تو وہ مسلمان ملزم بھی بلا خوف ایسی بہادری اور جرأت سے حاکم عدالت کو
جواب دیتے رہے کہ جنکو سنکر سامعین حواس باختہ ہوئے جاتے تھے۔ پس جب مراقبہ عظمت کا اپنے کمال کو
پہنچ جاتا ہے تو توکل کی اصل اور روح اُنکے ہاتھ آجاتی ہے اور بعض بزرگ اس مقام پر پہنچکر اہل خدمات مقرر ہو جاتے ہیں
یہانتک سلوک راہ نبوت اور سلوک راہ ولایت کا ایک لُبِّ لباب آپکی تعلیمات عجیبہ سے منتخب کرکے
لکھدیا ہے جسکو زیادہ شوق ہو وہ صراط مستقیم آپکے اصلی ملفوظات کا ملاحظہ کرے۔

حصہ سوم

اب میں آپکی درویشانہ تعلیمات کو بیان کرنیکے بعد آپکی سپاہیانہ اور بہادرانہ کارروائیوں کا ذکر شروع کرتا
ہوں۔ ناظرین نے اس سوانح کے شروع (صفحہ ۳) میں پڑھا ہوگا کہ اس فقیر جہاد سے سات برس پہلے جب آپنے
بمقام رامپور چند نو آمدہ لاتیوں کی زبانی کئی مسلمان عورتوں کو سکھوں کا زبردستی کا ذکر سنکے اپنی جورو بنا لینے

کا حال سنا تھا اسوقت بوجہ حمیت اسلامی اور دردمندی آپکا خون جوش مار رہا تھا اور آپ دل سے چاہتے
تھے کہ کسیطرح مسلمانان پنجاب کو سکھوں کے ہاتھوں سے نجات حاصل ہو سو اب بعد واپسی حج جب کبھی قدر
مسلمان آپکے ساتھ سر بکف ہو کر تیار ہو گئے تو آپ نے محض فی سبیل اللہ ایک زبردست قوم سکھوں سے جنسے اُسوقت
سرکار انگریزی بھی خائف تھی اُنسے جہاد کرنے اور مسلمانان پنجاب کے واسطے اپنی جان دینے کا ارادہ کیا اُسوقت
آپکے ساتھ قریب بیس ہزار ہندوستانی کے جان نثار ہو گئے تھے جنہوں نے آپکے پسینے پر اپنا خون بہانے کا
عہد واثق آپکے ساتھ کر لیا تھا سنہ ۱۲۴۱ ہجری کے شروع میں آپ براہ تھانیسر ریاستہائے ولادت(?) جامع کتابیا(?)
مالیر کوٹلہ۔ سرہٹ(?)۔ بہاولپور۔ حیدرآباد سندھ۔ شکارپور۔ جاگن۔ خانگڑھ۔ درۂ ڈھاڈر۔ درہ بولن۔
پشین۔ قندھار۔ کابل پھر براہ درۂ خیبر داخل پنجاب ہو کر پشاور آئے اور پشاور سے ہشت نگر جا کر ملک یوسف زئی
میں پہنچکر کچھ عرصہ تک بمقام خویشگی میں ٹھیرے پھر نوشہرہ کو تشریف لیگئے۔ مؤرخون نے جو آپکے ہمراہ رکاب
تھے آپکے اس دور و دراز سفر کے ہر ایک مقام کا حال اور ہر ایک مقام پر ہزارہا خلقت کا آپکے ہاتھ پر بیعت
کرکے آپکی اطاعت کرنا بڑی وضاحت اور صراحت کے ساتھ لکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن جنگلی اقوام
میں سے جو آپکی راہ میں پڑی تھیں لاکھوں خلقت آپکے ساتھ سر دینے کو تیار ہو گئی تھی۔ جب آپ
اس ملک یوسف زئی میں پہنچے تو تمام ملک کے مرد اور عورت مثل پروانہ کے آپ پر فدا ہونے لگے جس
شتر پر آپ سوار ہو کر وہاں پہنچے تھے ہزارہا عورتیں اُسکے زین پوش کے جھالر کے تار تبرکاً لیگئیں اور جب
تار باقی نرہے تو اُس اونٹ کی پشم کے بال تبرک خلائق لیگئے اور کوئی اونٹ کے پاؤں نیچے کی خاک
اپنے سر اور آنکھوں کو ملتا تھا۔ پہلا مقام ہشت نگر میں ہوا جہاں تین تین غازیوں میں ایک ایک ملوٹہ(?)
غلہ کا بطور رسد تقسیم ہوا۔ باوجود اس عسرت کے پھر بھی ہر شخص نہایت شادان و فرحان تھا سید صاحب نے
باعدہ مجاہدین سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم لوگ کھانے پینے کی نسبت کچھ تشویش اور فکر نکرو وہ پیدا کرنیوالا انشاءاللہ
غیب سے تمکو برابر روزی پہنچاتا رہیگا۔ اسوقت شب شعار مقرر ہو کر ہر ایک سردار کو اُسکی اطلاع دیگئی سب غازی
باختیار مراتب مثل پروانہ آپکے گرد اگرد بستر کرکے سو رہے بوقت تہجد سارے لشکر نے اُٹھکر نماز پڑھی
اور حضرت کی دعا میں شریک ہوئے بعد طلوع آفتاب سردار سید محمد خان برادر خورد امیر دوست محمد خان
بہت سے آدمیوں کے ساتھ آپکی بیعت سے مشرف ہوا ۔

جب آپکے ارادے اور جمعیت لشکر کی خبر دربار لاہور کو پہنچی تو سردار بدھ سنگھ مع دس ہزار لشکر کے
آپکے مقابلہ کے واسطے بھیجا گیا۔ اس سردار نے بمقام اکوڑہ نوشہرہ سے بقدر سات آٹھ کوس کے ہے اپنا
لشکرگاہ کیا۔ لشکر مجاہدین اور لشکر سکھوں کے بیچ میں دریائے لنڈہ حائل تھا ۔

کے مظفر آباد و منصورہ ہو کر پنجتار کو لوٹ آئے۔ مولانا صاحب ابھی تک پنجتار تک نہ پہنچے تھے کہ راہ میں خبر آئی کہ قافلہ سید احمد علی صاحب ہمشیرہ زادہ سید صاحب اور مولوی مظہر علی صاحب عظیم آبادی اور قافلہ مولوی خرم علی صاحب بلہوری اور مولوی حمید علی صاحب رامپوری اور مولوی محبوب علی صاحب دہلوی وغیرہ کی جن میں چھ سو کے آدمی ہونگے سُنی اور یہ بھی سُنا کہ مولوی محبوب علی صاحب ایک فساد عظیم برپا کر کے مع بہت سے آدمیوں کے ہندوستان کو واپس بھی چلے گئے۔ پنجتار میں پہنچکر مولوی محبوب علی صاحب کی واپسی کا حال اسطرح پر سُنا گیا کہ جب مولوی محبوب علی صاحب مع دیگر قافلوں کے بسبب سدراہ ہوئے درانیوں کے مقام کندر میں ٹھیرے ہوے تھے تو سید صاحب ہمیشہ خط پر خط بھیجکر انکی تسلی کرتے رہتے تھے کہ میں جلد راہ امن کی تجویز کر کے تمکو بلا لیتا ہوں۔ اس عرصہ میں مولوی مظہر علی صاحب عظیم آبادی بطور قزاقانہ گانو والوں پر جبر اور تعدی کر کے مع اپنے قافلہ کے سید صاحب تک پہنچ گئے۔ مولوی محبوب علی صاحب چونکہ ہمیشہ تیز مزاج اور خود رائے آدمی تھے درانیوں کے سدراہ ہونے کی وجہ سے خفا ہو کر بلا دیکھے بھالے نشیب و فراز زمانہ کے مقام کندر سے سید صاحب کو لکھنے لگے کہ سکھوں کا پیچھا چھوڑ کر پہلے ان کلمہ گو کافروں یعنی درانیوں سے جنگ و پیکار شروع کرو۔ خیر مولوی صاحب بھی مع دیگر قافلوں کے بخیریت تمام پنجتار میں پہنچ گئے۔ لیکن مولوی محبوب علی صاحب جو راہ کی سختیوں اور درانیوں کی روک سے افروختہ ہو رہے تھے پنجتار میں پہنچکر بھی وہ بار فروختگی رفع نہوئی بلکہ نفس اور شیطان کی شراکت اور ترغیب سے روز بروز اسکا شعلہ بڑھتا گیا۔ پنجتار میں پہنچکر مولوی محبوب علی صاحب مجاہدین کی جماعت میں شریک نہیں ہوے بلکہ اپنا خیمہ لشکر سے الگ کھڑا کر کے اسمیں رہنے لگے اور بے تحقیق و تفتیش دیوانوں کی مانند خود سید صاحب پر انہوں نے اعتراضات شروع کر دیئے۔ اول اعتراض انکا یہ تھا کہ سید صاحب کا علیحدہ باورچی خانہ کیوں ہے اسکے جواب میں سید صاحب نے فرمایا کہ یہ علیحدہ باورچی خانہ مہمانوں کے واسطے ہے جو لگاتار روزانہ چلے آتے ہیں کچھ میری ذات کے واسطے نہیں ہے مگر میں حسب قاعدہ سنت نبوی مہمانوں کی خاطر داری اور تواضع کے واسطے انکے ساتھ شریک طعام ہوتا ہوں اور صرف وہی غلہ اور بکری و مرغی وغیرہ جو لوگ خاص میری ذات کے واسطے تحفہ اور ہدیہ بھیجتے ہیں اسمیں کیا ہے کچھ بیت المال سے اسمیں صرف نہیں ہوتا۔ مولوی محبوب علی نے کہا کہ وہ سب تحائف بھی مجاہدین پر برابر تقسیم ہونے چاہئیں تب سید صاحب نے فرمایا کہ بہت بہتر میں انتظام اس کام کا آپکے سپرد کرتا ہوں اس کام کو آپ بطور خود جیسے مناسب تصور کریں انجام دیں اور بجائے میرے مہمانوں کے ساتھ آپ ہی شریک طعام ہو کر انکی خاطر اور تواضع کیا کریں کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے

آپ نے فرمایا ہے کہ ایمان والے آدمی کو ضرور ہے کہ اپنے مہمان کی تواضع اور تکریم کرے (فلیکرم ضیفہ)
پس جب اس اعتراض مین مولوی صاحب کو لاجواب ہو گئے تو انہون نے آپکی امامت مین قدح کرنا شروع
کیا اُسکے جواب مین سید صاحب نے فرمایا کہ اگر آپکے نزدیک مین لائق اس کام کے نہین ہون تو
خود آپ کہ سید اور عالم اور مہاجر جامع جمیع صفات ہین اس بارگران کو اختیار کرین آپ امام اور مین آپکا تابعدار
ہون مجھکو کچھ سرداری اور ریاست کرنی مطلوب نہین ہے بلکہ اس کام کا انصرام منظور ہے اب آپ ہی
اس کام کو انصرام کرین - جب مولوی مذکور کا یہ اعتراض بھی کچھ نہ چلا تو انہون نے نفس اور شیطان
کی نیابت اختیار کرکے در پردہ اور علانیہ نمازیون کو بہکانا شروع کیا کہ تمہارے اوپر حقوق زوجہ اور بچون
اور والدین وغیرہ کے ہین تم اُن سب حقدارون کے حقوق تلف کرکے یہان کیون بیٹھے ہو جب لوگون نے
کہا کہ جہاد کے واسطے بیٹھے ہین تو مولوی صاحب نے کہا کہ جہاد کہان ہے اور کس دن تمنے کون سے کافر کو قتل
کیا اور کونسے ملک مین تمہارا عمل دخل ہوا صبح سے شام تک تم لوگ کھانے پکانے کی فکر مین رہتے ہو
جہاد کا نام لینا ایک دیوانہ پن ہے بعض لوگ اس حیلے سے یہان عیش کرتے ہین اور تمہاری دنیا اور
آخرت دونو خراب ہین - بہت سے کچے لوگ اُنکے بہکانے مین آگئے اور ہر جماعت مین اسکا چرچا شروع ہوا جو
لوگ صاحب استقامت تھے اُنکو یہ لغو بیانی سراسر ناگوار گذری انہون نے اسکی فریاد مولوی محمد حسن صاحب
رامپوری سے کی - مولوی محمد حسن صاحب نے اول سید صاحب سے اجازت لیکر ایک روز بعد نماز جب سارا
قافلہ حاضر تھا مولوی محبوب علی سے پوچھا کہ تم یہانکے لوگون کو کس دلیل سے خارج از جہاد سمجھتے ہو اور یہانکے
رہنے کو کسواسطے بے فائدہ اور لغو قرار دیتے ہو - مولوی محبوب علی نے کہا کہ تمکو کس کافر سے جنگ در پیش
ہے - مولوی محمد حسن صاحب نے فرمایا کہ جنگ کا نام جہاد نہین ہے جنگ کو قتال کہتے ہین اور وہ گاہے
گاہے پیش آتی ہے اور جہاد کہ اعلائے کلمۃ اللہ مین کوشش کرنا ہے مدت دراز تک باقی رہتا ہے
یہ صرف آپکی غلط فہمی ہے کہ قتال کا نام جہاد رکھا ہے اور اُن کوششون کو جو واسطے اعلائے کلمۃ اللہ کے
لوگ کرتے ہین آپ بے فائدہ و عبث قرار دیتے ہو مین آپسے پوچھتا ہون کہ آپ اسوقت جہاد کا انکار کرکے
دہلی اپنے وطن مالوفہ کو تشریف لیجاتے ہو شاید بتقدیر الٰہی ہمکو کسی دن کفار سے مقابلہ اور قتال کہ جسکو
آپ جہاد کہتے ہو پیش ہو جاوے تو آپ اُسوقت اپنی کونسی کرامت سے اُڑکر اس راہ دور و دراز کو طے کرکے
داخل جہاد ہو جاوینگے - مولوی محبوب علی صاحب اس تقریر کو سنکر لاجواب ہو گئے مگر نفس امارہ اور شیطان
نے اُنکو ایسا دل برداشتہ کر رکھا تھا کہ اُنکو اس تقریر سے سوائے ساکت ہو جانے کے اور کچھ فائدہ نہین ہوا
اور مثل نائب شیطان بہت سے آدمیون کو بہکا کر پھر دہلی کے پلاو قورمہ پر ہاتھ مارنے کو ہندوستان کو لیے

ہو گئے افسوس ہے کہ اُس وقت تک مولوی محمد اسمٰعیل صاحب جنگ پکھلی سے واپس نہ آئے تھے ورنہ مولوی محبوب علی صاحب کو مشکل سے دوبارہ دہلی کے کھانے کے لائق رکھتے ۔

مولوی محبوب علی کے اغوا سے جو کار و بار جہاد کو صدمہ پہنچا ویسا صدمہ اس لشکر کو آج تک کسی سکھ یا دُرانی کے ہاتھ سے نہ پہنچا تھا ۔ مولوی محبوب علی کے فتنہ کے بعد مدت تک ہندوستان سے قافلوں کا آنا بند ہو گیا اکثر معاونین جہاد سُست ہو گئے - جب بہت سے خطوط مولوی محبوب علی صاحب کی تکذیب میں لشکر مجاہدین سے ہندوستان میں آئے تب مدتوں کے بعد مولوی محمد اسحٰق صاحب اور مولوی محمد یعقوب صاحب معاونین جہاد کی سعی سے یہ فتنہ محبوبی رفع ہو کر روانگی خرچ اور قافلوں کی دوبارہ شروع ہوئی ۔

ان دنوں کے واقعات قابل تحریر میں سے ایک واقعہ جانگداز وفات مولانا عبدالحی صاحب کا ہے جو بمقام خہر در شعبان ۱۲۴۳ھ ہجری روز یکشنبہ کو واقع ہوا - سارے لشکر کو انکی وفات کا سخت صدمہ ہوا انکا آخری مولوی صاحب مرحوم کی زبان پر یہ تھا اللّٰھمّ برفیق الاعلیٰ ۔

انہیں ایام میں مولوی محمد علی صاحب اور مولوی ولایت علی صاحب اور مولوی عنایت علی صاحب کو ہدایت کے واسطے سید صاحب نے بجانب ہندوستان روانہ فرمایا اسکا مفصل ذکر ان بزرگوں کے سوانح میں تحریر ہوگا ۔

انہیں ایام میں سید صاحب کا نکاح اُس کاشغر والی بی بی سے ہوا جسکو سلیمان شاہ بادشاہ ولایت کاشغر نے آپکے نکاح کے واسطے بھیجا تھا - یہ بی بی ہاجرہ آپکی دختر کی والدہ ہے اور بعد واقعہ بالاکوٹ کے یہ بی بی ٹونک کو چلی آئی تھی اور [illegible] ہجری میں بمقام ٹونک انکا انتقال ہوا ۔

سرداران پشاور کی آتش عداوت باشتعال سکھان روز بروز بڑھتی گئی یہاں تک کہ سرداران مذکور چار ہزار فوج اور دو توپ لیکر دریائے لنڈہ سے عبور کرکے بمقام اتمان زئی مجاہدین پر حملہ کرنیکے واسطے آن پہنچے

ان ایام میں سید صاحب بمقام خہر مقیم تھے - بصلاح ارباب بہرام خان و ارباب جمعہ خان و دیگر خوانین و سرداران سمہ و سوات کے درانیوں کے مقابلہ کی تیاریاں شروع ہوئیں - قریب ایکہزار مجاہدین اور ملکیوں کی فوج درانیوں کے مقابلہ کے واسطے روانہ کی گئی سید صاحب اور مولوی محمد اسمٰعیل صاحب بھی بذات خود اس لشکر کے ساتھ تھے آپ نے قریب اتمان زئی کے پہنچکر بذریعہ چند ملکی جاسوسوں کے حال لشکر کا اور قوت اور ہوشیاری اور غفلت درانیوں کا دریافت کرکے اپنے لشکر کو دو حصے کر دیا - ایک حصہ فوج کا ہمراہ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کے کر کے انکو حکم دیا کہ دشمن کے میمنہ کی طرف سے شبخون مارو - دوسرے حصہ فوج کو آپنے اپنے ہمراہ رکھکر دشمن کے میسرہ پر اتمان زئی کے گاؤن کی طرف سے حملہ کی تیاریاں کیں اور نیز دونو لشکروں کو یہ حکم دیا کہ جو شخص

آئی کہ ایک تنکا بھی اپنے ساتھ لیجا نہیں پائے یہانتک کہ اُنکے پاؤن کے جوتے بھی ہین چھوٹ گئے مجاہدین نے ضرار توپ اور شاہین اور اونٹ اور ہاتھی اور گھوڑے اور خیمے وغیرہ سامان حرب بضرب لیا باقی لاکھون روپیہ کا مال تنگی ڈیرے لوٹ کر لیگئے جب سید صاحب کو اس فتح کی خبر پہنچی سجدات شکر باری تعالیٰ بجا لا کر مظفر و منصور سب لشکر کے پنجتار اپنے رشید کو ڈھیر کو لوٹ آئے جس جس غازی نے بہادری کا نوکی عورتون نے مبارکباد کی دف بجا کر سید صاحب سے انعام لیا - اس جنگ مین خود یار محمد خان ایسا سخت زخمی ہوا تھا کہ پشاور کو بھاگتا ہوا امین موضع ہرمان اور دو ڈھیر کے بڑی ذلت اور خواری کے ساتھ مرگیا اور قریب تین سو درانی مع بہت سے نامی سردارون کے مارے گئے سید صاحب نے پنجتار مین پہنچکر سپاہ ملکی اور مجاہدین کو جمع کرکے لوٹ کی برائیان سنائین اور فرمایا کہ عین معرکہ جنگ مین لوٹ کھسوٹ کرنے سے انتظام جنگ خراب ہو جاتا ہے اور لٹیرون کے اعمال صالح حبط ہو جاتے ہین اور مال غنیمت کا چور دن قیامت کے اُس چوری کے مال کو لیکر دوزخ مین داخل ہوگا - اس وعظ کی تاثیر سے ڈیڑھ سو گھوڑے اور بہت سے ڈیرے اور خیمے اور ظروف وغیرہ لٹیرون نے واپس کرکے سید صاحب کے حضور مین حاضر کر دیئے کہ وہ سب مال بعد نکالنے خمس نذر اللہ کے حسب قاعدہ شریعت سوار کو دو حصے اور پیادہ کو ایک حصہ کرکے تقسیم ہوگیا - اُدھر مولوی مظہر علی صاحب نے امیر خان برادر خادے خان اور دوسرے منافقون کے قلعون پر حملہ کرکے بہت سا مال غنیمت حاصل کیا تھا وہ بھی اسی قاعدے پر تقسیم ہوگیا - اس جنگ زیدہ مین مجاہدین کی طرف سے صرف چار آدمی درجۂ شہادت کو پہنچے اور سات آدمی زخمی ہوئے تھے - اس واقعہ کے بعد بہت سے منافق مثل امیر خان خٹک وغیرہ غضب الٰہی مین گرفتار ہوکر فنا ہوگئے جس سے معلوم ہوا کہ منافقون کی ہلاکت اور تباہی کا یہ سال تھا +

سلطان محمد خان برادر یار محمد خان مغضوب نے اس واقعہ کے بعد اسپ موسوم لیلی و مروارید جسکو مدت سے مہاراجہ رنجیت سنگھ طلب کر رہا تھا اور یہ سردار اُنکے دینے سے انکار کرتا تھا اب سید صاحب سے خائف ہوکر مہاراجہ رنجیت سنگھ کو نذر کرکے طالب اعانت ہوا +

بعد جنگ زیدہ کے تمام ساکنین پشاور و اطراف پشاور نے متفق ہوکر سید صاحب کو پشاور مین طلب کیا - اسوقت پشاور کا یہ حال تھا کہ اگر سید صاحب ہان تشریف لیجاتے تو بے روک ٹوک اُس شہر پر انکا قبضہ ہو جاتا مگر سید صاحب کو منظور نہین تھا کہ بلا ارسال اعلان نامہ شرعی کے دھوکہ بازی سے اُس شہر پر قابض ہو جائین اسواسطے واقع ۵ ربیع الاول ۱۲۴۵ ہجری باتفاق سارے جملہ علماء و رؤسا سے ایک اعلام نامہ شرعی بنام سلطان محمد خان حاکم پشاور اور اُسکے نقول بنام ساکنان پشاور و اطراف پشاور کے روانہ کی گئین - یہ اعلام نامہ بخط فارسی بہت طول طویل ہے جسکو مین یہان درج کرتا

نہیں جانتا مگر اسکا ایک فقرہ جو مجھکو بہت پسند ہے بعینہ نقل کرتا ہوں - یہ فقرہ صفحہ ۶۲ مخطوطہ مذکورہ مولفہ مولوی جعفر علی نقوی میں درج ہے سید صاحب لکھتے ہیں: نہ با کسے از امراء و سلاطین منازعت داریم و نہ با کسے از رؤسا و مومنین مخالفت - با کفار لیام مقابلہ داریم نہ با مدعیان اسلام - سرخیہ باد از مو یان (یہاں اقوام سکھ جو سر پر بہت لمبے بال رکھتے ہیں مراد ہے) جو یان مقابلہ داریم نہ با کلمہ گویان اسلام جو یان و نہ با سرکار انگریزی کہ او مسلمانان رعایائے خود را برائے اداے فرائض مذہبی شان آزادی بخشیدہ است ؛

بایام جنگ زیدہ میاں نظام الدین چشتی مع ہمراہیاں خود بخیریت تمام سفارت بخارا سے واپس آگئے انہوں نے بیان کیا کہ وہ نامہ مشمولہ ترغیب جہاد وغیرہ جو بنام شاہ بخارا ہمارے ساتھ تھا اپنی راہ میں پہنچے شاہ کشور حاکم کاشغر اور حاکم فیض آباد و محمد مراد بیگ حاکم قندہار وغیرہ اور بہت رئیسوں کو بھی دکھلا ارادہ اعانت جہاد میں کیا ہے چنانچہ ہر رئیس نے اس نوید پیام جہاد کو سنکر بہت خوشی ظاہر کی اور بروقت طلب اپنی شرکت اور اعانت کا وعدہ کیا اور جب ہم بخارا میں پہنچے تو شاہ بخارا نے بھی اس نامہ فیض شمامہ کو پڑھکر خوشی کے نقارے بجوائے اور نہایت اخلاق اور تعظیم و تکریم سے پیش آیا آخر کو شاہ بخارا کے امیروں اور مشیروں نے براہ حسد شاہ موصوف کو ورغلا کر یہ صوکا دیا کہ یہ سفیر در اصل مرسلہ نصاری (انگریز) حکام ہندوستان کے ہیں اور براہ دھوکہ بازی امیر المومنین سید صاحب اور جہاد کا نام لیکر بیان کیے خبر اخبار لینے کو آئے ہیں انکو جلد رخصت کر دینا چاہئے - تب شاہ بخارا نے ایک اسپ ترکی اور کچھ دینار او دو عمدہ بانو بطور ہدیہ دیکر مع جواب نامہ ایں سفارت کو رخصت کر دیا ؛

ان ایام میں عبد الحمید خان رسالدار امپوری جسکا ذکر خیر بمقام ٹونک اوپر ہو چکا ہے ہندوستان سے پہنچا - سید صاحب نے بھی عبد الحمید خان مذکور کو ایک خلعت فاخرہ عنایت کر کے اپنے یہاں رسالدار مقرر کر دیا - انہی دنوں میں حسب الطلب خان شاہ مان خان رئیس کنکری کے کچھ سوار مع رسالدار مذکور اور چند شاہین اور پیادے ساتھ لیکر سید صاحب موضع ترسیلا پر جسپر سکھ قابض تھے بذات خود حملہ کرنیکو تشریف لیگئے اور آسانی سے ایک ہی حملہ میں ترسیلا پر قابض ہو گئے مگر اس قبضہ کے بعد ہری سنگھ نلوہ ایک نامی جنرل فوج مہاراجہ رنجیت سنگھ کا جو اسوقت پانچہزار فوج کے ساتھ علاقہ سکندر پور میں تعینات تھا باستماع اس خبر کے اپنی کل فوج کے ساتھ ترسیلا پر چڑھ آیا کچھ عرصہ تک تو غازیوں نے اپنے لشکر عظیم کا بہت استقامت اور دلاوری سے مقابلہ کیا لیکن آخر کو ترسیلا چھوڑنا پڑا ترسیلا سے آکر سید صاحب سید اکبر شاہ کے ستھانہ میں مہمان ہوئے اور وہاں سے چلکر پاینده خان رئیس امب اور عشرہ سے بھی حضرت

ترسیلا

باوجود ایسی بے سروسامانی کے سرکار خالصہ ایسی زبردست سرکار پر غالب ہو جاوینگے تو میں خلیفہ صاحب کے ہاتھ
پر فوراً مسلمان ہو جاؤنگا۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ میں خلیفہ صاحب کا حال آپ سے کیا عرض کرون اگر آپ بہ نیت
آپ خلیفہ صاحب سے ملاقات کریں تو انشاء اللہ تعالیٰ بعد سننے انکے کلام ہدایت نشان کے سوائے آمنا و صدقنا
کہنے کے آپ کی زبان سے اور کوئی بات نہ نکلیگی۔ پھر انٹورا صاحب نے کہا کہ یہ سب باتیں جو میں نے عرض کی
ہیں خلیفہ صاحب کے گوش گذار ضرور کر دینا۔ مولوی صاحب نے کہا اسکے واسطے آپکے فرمانیکی کیا ضرورت ہے میں خود ایک
ایک لفظ ان سوال و جواب کا خلیفہ صاحب کے روبرو ہو بہو گذارش کرونگا پھر انٹورا صاحب نے کہا کہ میرے سوالون
کا جواب بمقام حضرو میرے پاس پہنچا ہوگا۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ میرا کام خلیفہ صاحب سے عرض کر دینا ہے
جواب بھیجنا نہ بھیجنا انکے ہاتھ میں ہے۔ پھر انٹورا صاحب نے کہا کہ آپکے نزدیک جیسے اقوام سکھ کافر ہیں ویسے
ہی ہم نصرانی بھی ہیں یا کچھ فرق ہے۔ مولوی صاحب نے فرمایا ہاں کفر میں دونو برابر ہیں پھر انٹورا صاحب نے
کہا کہ ملک ہندوستان میں خلیفہ صاحب کے لاکھون مریدان نثار ہیں بڑے بڑے نواب اور زمیندار اور
اسوقت تمام ہندوستان نصرانیوں کے قبضہ میں ہے۔ پھر جب سکھ اور نصرانی دونو کفر میں برابر ہیں تو خلیفہ
صاحب نے اپنے لاکھون مریدون کو جمع کر کے گھر بیٹھے بٹھائے سرکار انگریزی سے جہاد کیوں نہیں کیا آخر
اتنی محنت اور مشقت سفر دور دراز کی اٹھا کر یہاں سکھوں سے لڑنے کو آئے۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ سرکار
انگریزی ہمکو کسی فرائض مذہبی کے ادا کرنے سے نہیں روکتی ہر مذہبی امر میں ہمکو پوری آزادی دے رکھی
ہے برخلاف سکھوں کے کہ انہوں نے لاکھون مسلمانوں کو ذلیل کر کے بلند آواز سے اذان تک کہنا منع کر رکھا
ہے اگر کوئی مسلمان عید بقر عید پر بھی گائے کی قربانی کرے تو سرکار خالصہ اسکو جان سے مار ڈالے یہی
سبب ہے کہ خلیفہ صاحب انگریزوں کو چھوڑ کر سکھوں سے جہاد کرنے کو آئے۔ پھر انٹورا صاحب نے کہا کہ جو کچھ آپنے
میرے سامنے بیان فرمایا ہے یہ سب راجہ کھڑک سنگھ صاحب کے سامنے بھی بیان کر سکوگے۔ مولوی
صاحب نے فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ اس سے بھی کچھ زیادہ بیان کرونگا۔ جب بات یہاں تک پہنچی تو انٹورا صاحب نے
کہا کہ اب آپکو رخصت ہے پھر کسی وقت میں آپکو بلاؤنگا۔ مولوی صاحب وہان سے رخصت ہو کر حکیم عزیز الدین
صاحب کے ڈیرہ پر تشریف لائے اور وہیں دوپہر کا کھانا تناول فرما کر نماز مغرب تک وہیں متوقف رہے
بعد ادائے نماز مغرب اپنے ڈیرہ کو تشریف لے آئے۔ دوسرے دن سردار وزیر سنگھ نو مسلم مخفیہ مولوی خیر الدین
صاحب کے ڈیرہ پر آکر تنہائی میں بیان کیا کہ آج تیسرے پہر کو راجہ کھڑک سنگھ کے ڈیرہ پر دونو فرانسیس افسر
اور امیر خان برادر غوث خان ایک جگہ جمع ہو کر کہتے تھے کہ یہ مولوی (خیر الدین) بڑا تیز طبع اور بیباک ہے کسی
طرح بھی ہمکو ہاتھ رکھنے نہیں دیتا اسواسطے پنجاب پر فوج کشی کرنا ضرور ہے آج ایک پہر رات باقی ہے فوج کی

اُسکو ضرورت ہوئی وہ خود بخود مہیا ہوگیا - اِس سے بڑھکر عجیب یہ دو ہزار غازیوں کو باراد‎ۂ جنگ سکھان ساتھ لیکر براہ سندھ و قندھار و کابل و پشاور یاغستان میں پہنچا اُسکے پاس نہ گورنمنٹ تھی نہ خزانہ اور نہ میڈیکل اسٹاف اور نہ سلح خانہ اُسکے لشکر میں دونو وقت پیٹ بھر کر کھانا ملنا ایسا شاذ و نادر تھا جیسے ہم لوگوں کو کبھی اتفاق سے فاقہ ہوجاتا ہے مگر مثل صحابہ رسول اللہ کے اُسکے ساتھ ایک ایسی فرمانبردار اور جان نثار قوم ہندوستانی مجاہدین کی موجود تھی جنہوں نے بہوان رنج و راحت اور سرد و گرم اور فتح و شکست اور مفلسی و یاس میں ویسی ثابت قدمی اور استقلال سے روز اخیر تک اُسکا ساتھ دیا ہے کہ جسکا نظیر سوا صحابہ رسول کریم کے تواریخ اسلام میں اور کوئی پایا نہیں جاتا - سب سے عجیب بات یہ ہے کہ اس فرقہ کو سوائے حصول رضامندی باری تعالیٰ کے نہ کبھی فتح کی خوشی اور نہ کبھی شکست کا غم ہوا - اُنکا ہر متنفس جام شہادت کا ایسا عاشق جیسے فرہاد شیرین کا اور مجنون لیلیٰ کا - بوجہ اپنی پاک باطنی اور صفائی قلب اور توکل اور زہد اور اتقا الرحمی کے اس بے نظیر بزرگ کو پولیٹیکل پیچیدگیوں اور علم فن جنگ کی طرف بالکل توجہ نہ تھی اُنہیں دونو نقصوں نے اُسکے بنے بنائے کام کو بگاڑکر آخر اُسکو بالاکوٹ میں وہ دن دکھایا کہ جسکی یاد سے آجتک ہزاروں خلقت کے دل دُکھتے ہیں - اگر اِن سب خوبیوں کے ساتھ جو اُسکی ذات مقدس میں موجود تھیں فن ملک گیری اور فن جنگ بھی ہوتا تو وہ اِس موجودہ نسل کے پیدا ہونے سے پہلے پنجاب کیا بلکہ ساری دنیا کا بادشاہ ہوا ہوتا - اِس سوانح اور نیز مکتوبات منسلکہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ سید صاحب کا سرکار انگریزی سے جہاد کرنیکا ہرگز ارادہ نہیں تھا وہ اِس آزاد عملداری کو اپنی ہی عملداری سمجھتے تھے اور اسمیں شک نہیں کہ اگر سرکار انگریزی اُسوقت سید صاحب کے خلاف ہوتی تو ہندوستان سے سید صاحب کو کچھ بھی مدد نہ پہنچتی مگر سرکار انگریزی اُسوقت دل سے چاہتی تھی کہ سکھوں کا زور کم ہو ٭

قریب چار ہزار صفحوں کے مختلف مؤلفوں کے لکھے ہوئے سوانح میرے سامنے موجود ہیں مگر لوگوں کی بیتابی اور کم مائیگی اور عدم فرصتی پر لحاظ کرکے میں نے اُن پھولوں کے پشتاروں سے جو میرے سامنے میز پر رکھے ہیں اُردو زبان کے بھبکے میں رکھا سب تازی اور شیرازی پھولوں کا عطر کھینچ لیا ہے تاکہ ہر ایک کو تھوڑا سا ملکہ ایک ایک پھویا لیکر معطر ہو جائے اور باوجود اختصار کے پھر بھی کسی اہم مطلب کو فوت ہونے نہیں دیا مگر بہت قیمتی کرامتی واقعات کو دانستہ چھوڑ دیا ہے - میں اس سوانح عجیبہ کو بالاکوٹ ہی تک ختم کرکے آپکے بعض خلفا نامدار کا حال لکھتا ہوں ٭

احمد اللہ صاحب اور مولوی فیاض علی صاحب و مولوی یحییٰ علی صاحب و مولوی اکبر علی صاحب ہر چہار
پسران مولوی الٰہی بخش صاحب نے بڑے حضرت کے ہاتھ پر بیعت کی اور مولوی عبدالکریم پانچوین بیٹے
آپکے یہان پیدا ہوئے - مولوی عبدالکریم موصوف ابھی چند مہینے کے تھے کہ آپکی بیوی حیدرآباد والی
کا انتقال ہوگیا - اس عرصہ مین مولوی الٰہی بخش صاحب والد مولوی احمد اللہ صاحب بھی آپکی بیعت
سے مشرف ہوچکے تھے تب مولوی الٰہی بخش صاحب نے اپنی بیوہ دختر کا جسکے شوہر مولوی قمرالدین صاحب
معرکۂ بالاکوٹ مین شہید ہوچکے تھے نکاح ثانی مولوی ولایت علی صاحب سے کردیا - یہ سب سے پہلا
نکاح ثانی تھا جو عظیم آباد کے شریف اور نامی خاندانون مین ہوا - اس نکاح کا بڑا شور وغل عظیم آباد و
اُسکے اطراف مین ہوا - اس نکاح کے بعد بڑے حضرت نے اس سنت نکاح ثانی کو خوب جاری کیا اور ہزارہا
بیوون کے نکاح کرا دیے - مولوی محمد حسن صاحب مرحوم شمس العلماء آپکے چھوٹے بیٹے اسی نکاح ثانی بطن
صبیہ مولوی الٰہی بخش صاحب سے پیدا ہوئے - مولوی محمد حسن صاحب ابھی چند مہینے کے تھے کہ مولوی
ولایت علی صاحب مولوی فیاض علی صاحب اور مولوی یحییٰ علی صاحب اور مولوی اکبر علی صاحب
پسران مولوی الٰہی بخش صاحب کو ساتھ لیکر بالاکوٹ کو تشریف لیگئے اور یہان مکان پر اپنے چھوٹے
بھائی مولوی فرحت حسین صاحب کو اپنا جانشین مقرر کر گئے اور مولوی عبداللہ صاحب اپنے بڑے
صاحبزادہ کو بھی ساتھ لیگئے اور سب عیال و اطفال کو یہین چھوڑ گئے - بالاکوٹ مین پہنچکر معلوم ہوا کہ
مولوی عنایت علی معروف بہ منجھلے حضرت تین برس سے مہاراجہ گلاب سنگھ والی کشمیر سے کارزار مین
مصروف تھے - بڑے حضرت کے پہنچنے پر منجھلے حضرت نے سارا کارخانہ جہاد کا بڑے حضرت کے سپرد کرکے
آپنے مع جملہ مجاہدین کے بیعت امارت آپکے ہاتھ پر کرلی - وہان پہنچکر ڈیڑھ برس تک آپ بھی گلاب سنگھ
کے ساتھ جنگ مین مصروف رہے - اس اثنا مین ملک پنجاب گورنمنٹ انگریزی کے تصرف مین آگیا
تھا - جب مہاراجہ گلاب سنگھ کا بہت سا ملک مجاہدین کے قبضہ مین آگیا اور وہ تاب مقابلہ کی نہ
لاسکا تو اول اُسنے مولوی صاحب سے صلح کی درخواست کی - مولوی صاحب نے فرمایا کہ ہماری تیری کچھ دشمنی
نہین ہے مگر تو ہمارے بھائی مسلمانون کو جو تیری رعایا مین تکلیف دیتا ہے اور آزادانہ طور پر عبادات اور رسومات
مذہبی ادا کرنے نہین دیتا اسواسطے بوجہ ہمدردی اور حمیت اسلامی بپاس خاطر اُن مظلومون کے ہم تجھ
سے لڑتے ہین سو تو مثل رعایاے انگریزی کے انکو آزادی دے اور اذان اور گاؤکشی وغیرہ اپنے ملک
مین علانیہ ہونے دے یا تو اسلام قبول کر پھر ہم سارا ملک مفتوحہ تجھکو واپس دیکر تابعیت تیری بجا کری
مین رہینگے - اُسنے بوجہ تعصب اور نخوت کے ان شرطون کو قبول نہین کیا اور وہان سے مایوس ہوکر

سرکار انگریزی کی طرف رجوع کر کے اعانت کا خواہان ہوا۔ اُسوقت گورنمنٹ انگریزی نے ایک خط بنام
مولوی ولایت علی صاحب اور مولوی عنایت علی صاحب اس مضمون کا لکھا کہ گلاب سنگھ نے سرکار
انگریزی سے معاہدہ کیا ہے اور بسبب اُس معاہدہ کے اب وہ گورنمنٹ انگریزی کی حمایت میں ہے
اسوقت اُس سے لڑنا گویا گورنمنٹ سے لڑنا ہے لہذا تمکو چاہیئے کہ اب اُسکے ساتھ لڑائی جھگڑا مت
کرو۔ اس تحریر کے تھوڑے دن بعد اگنیو صاحب اور لمزڈن صاحب دو افسر مع کسی قدر فوج کے واسطے
اعانت مہاراجہ گلاب سنگھ کے بھیجے گئے۔ اُنہوں نے اُس ملک کے ایک کنارہ پر اپنے لشکر کا قیام
کر کے ترغیب و تحریص اُس ملک کے لوگوں کو مجاہدین سے برگشتہ ہونیکی کر کے ایک روز مقررہ میں
سارے ملک مفتوحہ میں غدر کرا دیا۔ اُس روز جا بجا اپنے عمال اور اہالیان پولیس قتل کئے گئے اور سید
ضامن شاہ رئیس بالاکوٹ جو اصل معاون مجاہدین کا تھا وہ بھی بیوفا ہو گیا تب مولوی صاحبوں
نے اُس ملک کو ترک کر کے سوات کے ملک میں سید اکبر شاہ صاحب کے پاس جانا چاہا مگر بالاکوٹ
سے سوات تک جانے میں راستہ کے اندر انگریزی عملداری پڑتی تھی اسواسطے ان حضرات نے
افسران فوج انگریزی سے جو وہاں موجود تھے سرکار انگریزی کی عملداری سے گذر جانیکی اجازت
چاہی انہوں نے خوشی سے اس درخواست کو منظور کر کے یہ اقرار نامہ لکھ کر دیدیا کہ با امن وامان آپلوگ
سرکار انگریزی کی عملداری سے گذر کر ملک سوات میں جانیکی اجازت ہے تب یہ دونو حضرات مع لشکر
مجاہدین اور روہیلوں کے جو انکی نوکری میں تھے ملک کاغان یعنی بالاکوٹ سے جانب سوات روانہ
ہو کر جب سرکاری عملداری میں پہنچے تو فوج انگریزی نے انکا محاصرہ کر لیا اور وہ افسران فوج جنہوں نے
با امن وامان عملداری انگریزی سے عبور کرانیکا وعدہ کیا تھا فوج انگریزی سے تبدیل ہو گئے اور موجودہ
کمانڈر فوج انگریزی نے اُس عہدنامہ کو اس دلیل سے کالعدم کر دیا کہ اُن افسروں کو ایسا عہد کرنیکا اختیار
حاصل نہ تھا کیونکہ اُنہوں نے اپنی رائے سے یہ عہد کیا تھا اور گورنمنٹ انگریزی کی منظوری حاصل نہیں کی
تھی اسواسطے اُسکی تعمیل ہمپر ضروری نہیں ہے۔ اُسوقت مجاہدین اور فوج روہیلہ لڑنے کو تیار تھی مگر مولوی
ولایت علی صاحب نے اپنی عادل گورنمنٹ سے لڑنے کو قرین مصلحت نہ سمجھ کر اطاعت افسران سرکار
انگریزی کی اختیار کر لی۔ اُن افسروں نے انکو بجائے جانے سوات کے (مع لشکر مجاہدین) طرف لاہور
کے روانہ کر دیا۔ راہ سے بہت سے مجاہدین خفیہ طور پر خلاف مرضی ان حضرات کے فرار ہو کر ملک سوات
کو چلے گئے اور بمقام ستھانہ جا کر مقیم ہو گئے۔ یہ مجاہدین مقیم ستھانہ قریب تین سو آدمیوں کے تھے اور میر
اولاد علی صاحب نام ایک بڑے دلاور و شجاع آدمی انکے امیر و افسر تھے۔ یہ دونو حضرات مع فوج و

توپخانہ وغیرہ سامان جنگ کے زیر نگرانی افواج انگریزی کے لاہور مین پہنچے - اُن ایام مین جان لارنس صاحب
بہادر چیف کمشنر ملک پنجاب کے تھے - چیف کمشنر صاحب بہادر نے دو منزل آگے بڑھ کر مولوی صاحبون کا
استقبال کیا اور نہایت گرمجوشی سے انکو لاہور مین لائے اور بہت تعریف اور مدح شجاعت اور بہادری
ان حضرات کی کر کے ضامن شاہ رئیس بالاکوٹ پر بوجہ اُسکی بیوفائی کے بہت نفرین کی اور بعد بہت
سی گفتگو کے درمیان جان لارنس صاحب بہادر اور اِن دونو حضرات کے یہ بات قرار پائی کہ یہ دونو
حضرات مع ہندوستانی مجاہدین کے اپنے وطن کو واپس جائین اور تمامی اسلحہ جات مع توپخانہ سرکار
انگریزی کے ہاتھ فروخت کر کے اُسکی قیمت سے روہیلون کی بقایا تنخواہ دیکر اُنکو برخاست کر دین - اُسوقت
صرف قریب پانسو مجاہدین کے آپکے ساتھ رہ گئے تھے - سر جان لارنس صاحب بہادر نے ایکروز گورنمنٹ
انگریزی کی طرف مولوی صاحبون کو مع کل مجاہدین کے دعوت کی دوسرے روز صاحب ممدوح نے
خود اپنے خرچ سے سارے قافلہ کی دعوت کی تیسرے روز مولوی رجب علی صاحب نے جو میر منشی چیف کمشنر
پنجاب کے تھے دعوت کی - بعد اسکے اپنے خرچ سے سرکار انگریزی نے باہتمام و اکرام مولوی صاحبون کو
مع بقیہ مجاہدین کے پٹنہ تک پہنچا دیا +

جب یہ حضرات پٹنہ مین پہنچے تو اول صاحب کمشنر پٹنہ کی کوٹھی پر تشریف لیگئے - اُس روز تمام شہر
آپکے دیدار کے واسطے کمشنر صاحب کی کوٹھی پر حاضر تھا - صاحب کمشنر نے بڑے تپاک سے باہر نکلکر آپکا
استقبال کیا اور اندر لیجا کر کرسیون پر بٹھایا اور فرمایا کہ گورنمنٹ کا حکم ہے کہ آپ دونو آدمیون سے دو دو
سو روپیہ کا مچلکہ میعادی دو برس کا لیا جائے اُسیوقت دو مچلکے تحریر ہو کر داخل ہو گئے پھر وہان سے
آپ رخصت ہو کر اپنے مکان کو تشریف لے آئے اور بدستور سابق وعظ اور نصائح اور مراقبہ مشاہدہ
مین مصروف ہو گئے - جیسے حضرت کا دستور تھا کہ بعد نماز صبح خود لوگون کو توجہ دیتے اور نو آموز لوگ
واسطے تعلیم کے حوالہ مولوی فیاض علی صاحب اور مولوی یحیی علی صاحب اور مولوی اکبر علی صاحب کے
کئے جاتے اور بعد نماز ظہر درس ہوتا اور مولوی عبد الصمد صاحب پسر کلان حضرت کے قاری ہوتے اور دوسرے
سب طلبا اور علما اور فضلا ایک ایک تفسیر یا کتاب حدیث جسکا سبق ہوتا اپنے اپنے ہاتھون مین لیکر
بیٹھتے اُسوقت صد ہا مرید واسطے سننے اس درس کے جمع ہوتے نماز ظہر سے نماز عصر تک یہی مشغلہ رہتا
بعد چند ماہ کے مولوی عنایت علی معروف بہ منجھلے حضرت دوبیر بنگالہ کو تشریف لیگئے - اس اثنا مین مولوی
اکبر علی صاحب فرزند خورد مولوی الٰہی بخش صاحب کا بعارضہ وبائی انتقال ہو گیا اُنکی بیوہ کا جو صاحبزادی
خورد شاہ محمد حسین صاحب کی تھی بعد انقضائے ایام عدت کے منجھلے حضرت سے نکاح ثانی ہو گیا -